سائیں

حسن عباسی

نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
0300-4489310 / 0423-7351963
e-mail: nastalique786@gmail.com

نٓ وَالقَلَمِ وَمَا یَسطُرُونَ○

القران

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں

نام کتاب	سائیں
شاعر	حسن عباسی
سرورق	احسن گرافکس
باراوّل	2015
کمپوزنگ	زرناب کمپوزنگ سنٹر
مطبع	حاجی حنیف پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت	200روپے

نستعلیق مطبوعات

F-3 الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
0300-4489310 / 0423-7351963
E-mail: nastalique786@gmail.com

مسقط میں مقیم منفرد لہجے کے خوبصورت شاعر

اور عزیز دوست

قمر ریاض

کی محبتوں

کے

نام

حسن عباسی کا حمدیہ مجموعہ ''سائیں''

عطاء الحق قاسمی

حسن عباسی کے ساتھ برس ہا برس سے ملاقاتوں کا ایک ''لامتناہی'' سلسلہ جاری ہے۔ یہ ملاقاتیں دو بہ دو بھی ہوتی ہیں اور یہ لذت اس کی شاعری سے بھی کشید کرتا رہتا ہوں۔ میری طرح اور دوسرے تمام لکھنے والوں کی طرح حسن عباسی کی شخصیت بھی کئی حصوں میں تقسیم ہے اور اس کا سب سے مضبوط حصّہ اس کی شاعری ہے۔ میں جب اس کی غزلیں پڑھتا ہوں تو مجھے لگتا ہے میں ایک پھیلتی شام میں جو دھند میں لپٹی ہوئی ہے کسی ان دیکھے ساحل پر اس کے ساتھ ہوں۔ پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں اور ان کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ ماحول کے اسرار میں اضافہ کر رہی ہے۔ چنانچہ جب اس نے ایک طویل حمد پر مبنی اپنے حمدیہ مجموعے کا مسودہ پڑھنے کو دیا تو میں نے سوچا کہ یہ رومانوی سا نوجوان جس شہر میں داخل ہوا ہے وہ اس کے لیے اجنبی ہے لیکن جب میں پڑھنے بیٹھا تو میں اس شہر کے گلی کوچوں میں گم ہوتا چلا گیا۔ حسن نے میرے اور آپ کے رب کو جس نظریے سے دیکھا ہے اور اس حوالے سے جو شاعری کی ہے وہ حمدیہ روایت سے مکمل طور پر ہٹ کر ہے۔ حسن کا خدا بھی اس کے محبُوب کی طرح میرے اور آپ کے محبُوب سے جدا ہے۔ یہ حمد پڑھتے ہوئے بھی میں بیک وقت ایک روحانی اور رومانی تجربے سے گزرا۔ یہ ایک عجیب نظم ہے اور مجھے یقین ہے حسن کو یہ نظم دونوں جہانوں میں زندہ رکھے گی۔

حسن کے حمدیہ مجموعے ''سائیں'' کا نام بھی اپنے اندر گہری وسعت رکھتا ہے جو کہ انسان اور خدا کے اُلجھے ہوئے ازلی تعلّق کو مزید اُلجھاتا نہیں ہے۔ حمد میں حسن عباسی کا جس خدا سے مکالمہ ہے وہ ''سائیں'' کی ردیف میں مزید وسعت اور گہرائی اختیار کر گیا ہے۔

اللہ کے ۹۹ ناموں میں جو صفات بیان کی گئی ہیں حسن عباسی کی ہر حمد کے ننانوے شعر اُن صفات سے سے بھی گہرا ربط رکھتے ہیں۔ ہر حمد کے ابتدائی اشعار میں روایتی حمدیہ شاعری کی طرح خدا کی توصیف وثنا ہے۔ پھر جہاں خدا کی صفات میں قہار اور جلال آتا ہے وہاں حسن عباسی انسان کے ساتھ جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اُس انسان کا مقدمہ خدا کی عدالت میں لے آتا ہے جو روزِ اوّل سے بے اختیار، مجبُور اور لاچار ہے جسے اُس کی تمام تر کمزوریوں اور خرابیوں کے ساتھ نہ ختم ہونے والی کائنات میں اشرف المخلوقات کا بوجھ ڈال کر کھڑا کر دیا گیا۔ حسن عباسی نے اپنی حمد میں مختلف استعاروں، تشبیہات، تلازموں اور تلمیحات کے خوبصورت استعمال سے جہاں شعریت کے حُسن میں اضافہ کیا ہے وہاں انسان کے جذبات واحساسات کی بڑی بھرپور انداز میں نمائندگی بھی کی ہے۔ حسن عباسی نے خدا سے زمین پر اُترنے کا تقاضا کرنے کی بجائے اُسے اپنے اندر دریافت کیا ہے اور پھر ایک دوست کی طرح اپنے دل کی ہر بات اس سے کرنے کی کوشش اس طرح سے کی ہے جیسے کائنات میں شاعر اور خدا کے علاوہ کسی تیسری ہستی کا وجود ہی نہ ہو۔

اُردو شاعری میں غالب نے طنزیہ، اقبال نے بے باک جبکہ ن م راشد نے باغیانہ انداز اختیار کیا۔ حسن عباسی کے حمدیہ مجموعے میں مجھے یہ تینوں اسلوب بیک وقت دکھائی دیے۔ بلکہ ایک چوتھا انداز جو کہ مظلومیت کے لہجے کا ہے اور وہ خاص کر سرائیکی کلچر اور زبان کی وجہ سے اُس کی حمدیہ شاعری میں در آیا ہے اُس نے حمدیہ اشعار میں سرائیکی گیت، دوہے اور نوحے کی کرلاہٹ بھی شامل کر دی ہے اسی لیے ہمیں کئی جگہوں پر سرائیکی لہجہ ہی نہیں بلکہ قافیے بھی ملتے ہیں۔ اُردو حمدیہ شاعری میں یہ اپنی نوعیت کا منفرد تجربہ ہے۔ میں نے حسن عباسی کی شاعری میں اُس خدا سے ملاقات کی ہے جو میرے اندر ہے اور ہر اُس شخص کے اندر ہے جو اپنے اور خدا کے درمیان مولوی کو حائل نہیں ہونے دیتا۔

''سائیں''

خورشید رضوی

کائنات کا سب سے نمایاں تخلیقی رشتہ خدا اور انسان کا رشتہ ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ انسانوں کے تخلیقی اظہار میں اس رشتے کی نمود کم کم ہوتی ہے۔ ہماری شاعری میں حمد گوئی کا تناسب دیگر اصناف کے مقابلے میں بہت قلیل رہا ہے اور جتنا ہے اُس کا بھی ایک بڑا حصّہ بنے بنائے مضامین اور ڈھلے ڈھلائے اسالیب سے عبارت ہے جن میں بالعموم ذاتی واردات کی آنچ مفقود نظر آتی ہے۔

ایسے میں حسن عباسی کا حمدیہ دیوان ''سائیں'' ایک خوشگوار حیرت سے دو چار کرتا ہے۔ یہاں نقاشِ ازل کے روبرو ہونے کی سچّی سنسنی ملتی ہے اور خدا سے تخاطب بندگانہ اُس پہلودار پارۂ الماس کی طرح لو دیتا ہے جس میں مختلف اور متضاد رنگوں کی چھوٹ ایک دوسرے پر پڑتی ہے اور ایک ایسے آئنہ خانہ میں لے جاتی ہے جہاں شاعر کا وفورِ احساس قاری میں سرایت کرنے لگتا ہے۔ ان نو بہ نو رنگوں میں کہیں بے مائیگی کا احساس ہے کہیں نارسائی کی کسک، کہیں عجز ادراک کی جھلک ہے اور کہیں شرفِ انسانی کا وہ طنطنہ جس میں چھوٹے منہ سے بڑی بات بھی نازیبا معلوم نہیں ہوتی۔ گستاخی و بے باکی میں محبت کی رمزیں جھلکنے لگتی ہیں اور حُسنِ ادا سے شکوہ، شکر میں ڈھل جاتا ہے۔

حسن عباسی نے کارخانہ عناصر کے ازلی تحیر کو جو صوفیوں کے ہاں بار بار نمود کرتا ہے ''انارکی''، ''سرکس'' اور ''میجک شو'' جیسی اصطلاحوں کے استعمال سے معاصرت کا لمس عطا کر دیا ہے اور یوں پرانی شراب نئے ظروف میں آ کر نئی سرشاری عطا کرنے لگی ہے۔

بیش قیمت حمدیہ مجموعہ

ڈاکٹر پیرزادہ قاسم

حسن عباسی ہمارے ادبی منظرنامے پر ایک معروف شاعر کی حیثیت سے اپنی جگہ بنا چکا ہے۔ یہ اعتبار اور یہ پہچان اس نے کسی سوچی سمجھی ادبی منصوبہ بندی کے ذریعہ حاصل نہیں کی۔ بلکہ اس عمل کا پیش منظر اور پس منظر اس کی بیس بائیس برسوں کی ادبی تپسیا کا ثمر ہے۔ اخبارات اور ادبی جرائد میں کلام کی اشاعت سے لے کر تین شعری مجموعوں کی موجودگی نے اس کے ہونے کا بھرپور احساس دلایا ہے۔ اس کے ایک پیش رو اور دعا گو کی حیثیت سے میں اس کی ادبی پیش رفت اور کامیابیوں سے خوش بھی ہوں اور مطمئن بھی کہ امکانات کے صائب راستے پر اس کا سفر جاری ہے۔

حسن عباسی کا تازہ مجموعہ کلام ایک نادر حمدیہ شعری اظہار ہے جس نے مجھے ایک حیرت انگیز سرخوشی سے معمور کر دیا۔ حسن عباسی خوش رہو۔ یہ حمدیہ مجموعہ صرف پانچ طویل غزلیات پر مشتمل ہے۔ کوئی پانچ سو کے لگ بھگ شعر تو ضرور ہوں گے۔ ردیف سب کی ایک ہے ''سائیں'' اور یہی مجموعے کا عنوان بھی ٹھہرا۔

حمد لکھنی ہے تو ممدوح ایک ہی ہے۔ وہی خالقِ کُل اور وہی ربّ العالمین اور ہمارا ہی کیا دنیا میں جتنے مذاہب یا سلسلے ہیں ہر ایک کا ''خدا'' ہے۔ مگر بہ حیثیت مسلمان حق تعالیٰ سے ہمارا رشتہ سب سے جدا سب سے منفرد ہے۔ جیسے ہم ماننے کی طرح اسے مانتے ہیں وہ عبدیت اور وہ یقیں ہمیں ایک روحانی نمو عطا کرتا ہے۔ اسی روحانی نمو کے والہانہ احساس و اظہار کے کرشمے نظر آتے ہیں جب ہم اُسے پکارتے ہیں۔ ہمارا لہجہ، ہمارے الفاظ، ہماری وابستگی، ہمارا یقین، ہمارا اظہارِ محبت، ہمارا اندازِ شکایت، ہماری آرزوئیں، ہماری تمنائیں اور ہماری دعائیں سب اپنی اصل میں منفرد و یکتا ہو جاتی ہیں۔ یہی کچھ حسن عباسی کے حمدیہ

اظہار میں بھی ہوا اور خوب ہوا۔ ایک نئی لہر ایک نئی تازگی ایک نیا انداز لیے ایک نئی حمد چہرہ نما ہوئی جس کا پیرایہ جدا ہے۔ مگر ہماری عام بول چال کا حصّہ ہے۔ یہ بھی اس کے حسن کا ایک گوشہ نکل آیا۔

حسن عباسی نے روایتی گوشوں کو نظر میں رکھا اور ایسے حمد یہ اشعار لکھے:

جس کی تجھ تک رسائیاں سائیں
ہیں اسی کی کمائیاں سائیں

بادشاہی تجھی کو زیبا ہے
اور ہم کو گدائیاں سائیں

تیرے ناموں میں دیکھی ہیں کیا کیا
اسم کی لالہ زاریاں سائیں

نقش تیرے ہیں کیا سے کیا ہر سو
اور کیا کیا نگاریاں سائیں

ایسے دل پذیر اشعار کی اس مجموعہ میں کمی نہیں۔ مگر ساتھ ہی حسن عباسی اپنی جانب بھی نگاہ ڈالتے ہیں اور اپنے دکھ درد بھی بیان کرنا چاہتے ہیں بہت سادگی اور بہت بھولپن کے ساتھ۔

حمد کے نام پہ لکھی میں نے
تیرے نام اک چٹھی سائیں

تیرے علاوہ کس سے کروں میں
پیار بھرے یہ شکوے سائیں

تو نے حمد کی بیل لگا دی
میں تھا ٹوٹا گملا سائیں

اچھا خاصہ ہوتا ہوگا
مجھ پر تیرا خرچہ سائیں

جیب میں لے کر پھرتا ہوں میں
تیرے نام کی پرچی سائیں

ایک تو مفت اور اتنی میٹھی
تیرے نام کی ٹافی سائیں

میری آنکھوں میں بہتے ہیں
گنگا، جمنا، راوی سائیں

جانے کیسی لگتی ہوں گی
تجھ کو آنکھیں گیلی سائیں

کیسے اپنی گردش روکوں
تو ہے مجھ میں جاری سائیں

ایک والہانہ پن ہے جو حسن عباسی کے حمد یہ اشعار میں بے ساختگی کے ساتھ پھلتا پھولتا آگے کی جانب اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ مگر یہی بے ساختگی آج کے زمانے اور آج کی رائج لفظیات اور معنویت کو جگہ دیتی جاتی ہے۔ خرچہ، پرچی اور ٹافی قافئے کے طور پر بندھتے چلے جاتے ہیں۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں جو اس مجموعہ سے گزرتے ہوئے آپ پر ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔ مگر لمحہ موجود اور ہمارے حالات دکھی دل کے ساتھ

استغاصہ بھی پیش کرتے نظر آتے ہیں:

ہر شے مہنگی ہے دنیا میں
ہم ہیں کتنے سستے سائیں

کیا ہوگا انجام ہمارا
ہم بادام میں کڑوے سائیں

ہے الف سے انارکی دل میں
ب سے ہیں بے قراریاں سائیں

زنگ آلود زیست کی گاڑی
گھس گئی ہیں گراریاں سائیں

تو نے دنیا بنا کے بھر دی ہیں
ہم میں کیا تابکاریاں سائیں

زندگی کیا کہ ریت پر ہم نے
کشتیاں ہیں چلائیاں سائیں

حسن عباسی حمد گزاری کے اس عمل میں خود بھی ایک نئی لذتِ اظہار سے آشنا ہوئے اور وہ اپنے قارئین کو بھی مزاج آشنا بنانا چاہتے ہیں۔

فائلوں میں دبی ہوئی ہیں کیا
عرضیاں اپنی ساریاں سائیں

لمبی لمبی قطاروں میں اپنی
کیسے آئیں گی باریاں سائیں

پھر رہے ہیں نکمّے گلیوں میں
کر کے اتنی پڑھائیاں سائیں

وقت آگے ہوا نہ پیچھے ہوا
سوئیاں تو گھمائیاں سائیں

دنیا بنا کر دے دی مجھ کو
کیوں ماچس کی تیلی سائیں

دونوں جہاں بیلوں کی جوڑی
پھالہ بھاری ہل کا سائیں

تجھ سے بات وہاں کیسے ہو
مسجد میں ہے مُلاّ سائیں

جو سوال ان اشعار میں اُٹھ آئے ہیں ان کے جواب تلاش کرنا بھی تو لازمی ہے۔ یہ سہل نہ سہی مگر ناممکن تو نہیں۔ توفیق اور رضا الٰہی تو یہیں ہمارے آس پاس ہی کہیں ہے۔ حسن عباسی کا جی تو یہی چاہتا ہے کہ

دل کرتا ہے چوری کر لوں
تیرے حساب کی کاپی سائیں

مگر اس سے کیا ہوگا۔ پرانا اندراج نہ دارد مگر آئندہ کے لیے کیا کچھ ہے! نئے کھاتے کیا وہی احوال دہراتے رہیں گے۔ اس پر بھی حسن عباسی کی نظر ہوگی۔ میں حسن عباسی کو اس کے اس بیش قیمت حمدیہ مجموعے پر مبارک باد دیتے ہوئے نیک تمناؤں اور دُعاؤں کے ساتھ رُخصت کرتا ہوں۔

ان چھوئے پھول

محمد اظہار الحق

ہم چھت پر سوتے تھے۔ فجر کی اذان ہوتے ہی دادی کلمہ پڑھتے ہوئے اُٹھتیں۔ کلمہ پڑھتے ہوئے وضو کرتیں، کلمہ پڑھتے ہوئے مصلے پر کھڑی ہو جاتیں۔ دادا کلمہ پڑھتے ہوئے اُٹھتے اور مسجد کا رُخ کرتے۔ پھر سویرا ہر طرف پھیل جاتا اور ساتھ ہی پروردگار کا ذکر بھی۔ دودھ بلوتے ہوئے اور مٹی کے پیالوں میں ہم بچوں کے لیے میٹھا ادھ رڑکا ڈالتے وقت بسم اللہ پڑھی جاتی۔ بابا بہادر خان مسجد سے لوٹتے ہوئے کلمے کا ورد کرتا جاتا جس کی خوشبو ہر طرف پھیل جاتی۔ ڈھور ڈنگر باہر نکلتے تو گھنٹیوں کی مترنم آوازوں سے حمد پھوٹتی۔ عورتیں کنوئیں کے ڈول سے پانی گھڑوں میں انڈیلتیں تو بسم اللہ کی آواز رہٹ کی آواز سے ہم آہنگ ہو کر ناندوں میں بہتے ہوئے سفید پانی کے اوپر روشن چادر کی طرح تن جاتی۔ تنور سے اُتری ہوئی گرم روٹی پر مکھن کا پیڑا رکھا جاتا تو ساتھ خدا کا نام لیا جاتا۔ یہ ہے وہ سب کچھ جو حسن عباسی نے اپنی طویل حمدیہ غزلوں میں بیان کر دیا ہے۔ یوں کہ ایک ایک شعر اور ایک ایک مصرع سے مقدس نظارے پھوٹتے دکھائی دے رہے ہیں۔

حسن عباسی نے ایسی دُھلی دھلائی اجلی لفظیات استعمال کیں کہ پڑھتے ہوئے کورے برتن کی سوندھی سوندھی خوشبو دماغ تک جاتی محسوس ہی نہیں ہوتی نظر بھی آتی ہے۔

اڈاریاں، میگھ ملہار، ساجھے داریاں، ٹاکیاں، چھلے، جھوک، جھگی، کچا کوٹھا، پوچا، پہاڑا، بوکا، کونجی، چھائیاں اور ایسے بے حد نئے نویلے، کنگھی کیے، سوہنے، چمکدار لفظ کہ دل میں اترتے جائیں اور اردو کے فرغل پر کنوارے ان چھوئے پھول ٹانکتے جائیں۔

غالباً سہیل احمد خان نے پہلی بارش کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی شاعری زندگی کے متنوع تجربوں سے چھلک رہی ہے۔ یہ قول ''سائیں'' پر بھی صادق آتا ہے۔ پروردگار کی ذات اور صفات کل عالم پر محیط ہیں۔ بالکل اسی طرح حسن نے ان حمدیہ غزلوں میں پوری زندگی اور اس کے مسائل سمو دیے ہیں۔ یہاں عشق بھی ہے، معیشت بھی ہے، طبقاتی تقسیم کے تاریک سائے بھی ہیں۔ انسانیت سے محبت بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پیدا کرنے والے سے لاڈ، پیار اور نازنخرے بھی ہیں کہ وہ گناہوں کو بھی معاف کرتا ہے اور اپنے بندوں کو جیسے بھی ہوں پیار بھی کرتا ہے۔

دعا ہے کہ حسن کی فنی پختگی بلند تر ہو اور روحانی حوالہ سدا سلامت رہے۔

''سائیں''

غلام حسین ساجد

شاعر کو ''باخدا دیوانہ باشد'' کہنے کی ضرورت شاید اس لیے پیش آئی تھی کہ خدا اور انسان کے مابین رشتے کی رنگارنگی جب اپنی نمود کی وارفتگی میں کسی طرح کی رسوم و قیود کو قبول نہیں کرتی تو شاعر ایک خود سپردگی کے عالم میں احساس کی ہر کیفیت اور موجود کی ہر صورت کو بیان کرنے کی بے کلی میں اِلقا کی کسی تمثال سے منہ موڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ سو اس تخلیقی وفور کو اگر کوئی چیز خوش آ سکتی ہے تو وہ شاعر کا طرزِ جنوں ہی ہے۔

حسن عباسی کا حمدیہ مجموعہ کلام ''سائیں'' اسی طرزِ جنوں سے پیدا ہونے والی مستی کی عطا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ مستی مستور ہے نہ من و تو کی حدوں تک محدود بلکہ یہ تو ایک مجذوبی لہر کی طرح آزاد، خودرو اور کسی حد تک بے مہار ہے۔ اس نے شاعر اور خالقِ کائنات کے مابین ایک ایسے انوکھے مگر اٹوٹ رشتے کی تعمیر کی ہے جو اظہار کی ہر صورت کو سمیٹنے اور پھیلانے کی طاقت رکھتا ہے۔

حسن عباسی نے ''سائیں'' میں متضاد کیفیات کی نازک پچی کاری سے حمد کا ایک ایسا بے مثل موزیک ترتیب دیا ہے۔ جو اپنی کنہ میں نادر اور اپنے تاثر میں دل فریب ہے۔ اس عجوبہ تصویر میں کہیں وجودی پیکار کا پرتو ہے تو کہیں موجود کے قالب کو تیاگ کر کسی اور ہی

صورت میں ڈھلتے چلے جانے کا لاشعوری ادراک۔ کہیں عجز کی پاس داری کا رنگ ہے تو کہیں انا کی آب داری کی دمک۔ کہیں گریز، احتیاط اور حزن کی گرانباری ہے تو کہیں تجاوز، اصرار اور بے ساختگی کی تیز گفتاری اور یہ سب کچھ یک جان ہو کر ایک ایسے لہجے کی نمود کی اساس بن گیا ہے، جس کی کوئی مثال شاید اُردو کی حمدیہ شاعری میں اس سے پہلے موجود نہیں۔

''سائیں'' اُردو حمدیہ شاعری کی روایت میں ایک دلفریب اضافہ ہے، جس نے نقاشِ ازل اور شاعر کے مابین ایک ایسے رشتے کو نمو دی ہے جو نیا ہو کر بھی قدیم اور قدیم ہو کر بھی نیا ہے اور جس کی ندرت کا کوئی بدل شاید ہی کہیں مل پائے۔

اپنی مِنّت گزاریاں سائیں
تیری سب ڈیرہ داریاں سائیں

اپنی مِنّت گزاریاں سائیں
تیری سب ڈیرہ داریاں سائیں

تیری جلوہ نُمائیاں توبہ
صورتیں اتنی پیاریاں سائیں

آئنہ خانۂ حیات میں ہیں
تیری سولہ سنگھاریاں سائیں

میرے کجلا گئی ہیں شام و سحر
تیرے کجلے کی دھاریاں سائیں

تیرے ناموں میں دیکھی ہیں کیا کیا
اسم کی لالہ زاریاں سائیں

لمحے لمحے میں تھا گُزر تیرا
ہم نے عمریں سَنواریاں سائیں

دیکھ کر وسعتیں سخاوت کی
اپنی مانگیں پَساریاں سائیں

تیرے کُوچے، تری ہی گلیاں ہیں
ہاتھ اپنے ''بُہاریاں''☆ سائیں

راج تیرا ہے، پاٹ تیرا ہے
تیری جنتا، کُماریاں سائیں

☆ جھاڑو

ہم نے سیر و سفر کیے تو کھلا
ہر سُو تیری سفاریاں سائیں

نقش تیرے ہیں کیا سے کیا ہر سُو
اور کیا کیا نِگاریاں سائیں

جی حضوری کا چولا تن پر ہے
سر کو ہیں تابع داریاں سائیں

ہیں پرندوں کے لہجوں میں تیری
کیسی کیسی بُلاریاں سائیں

تیرے بندوں میں ہی تجھے دیکھا
اور آنکھیں ہیں ٹھاریاں سائیں

ہم نے شکلیں بگاڑیاں کیا کیا
تو نے کیا کیا نکھاریاں سائیں

تیرے آگے کسی مداری کی
نہیں چلتی مداریاں سائیں

تیرے آگے رہیں دھری کی دھری
تیزیاں اور طراریاں سائیں

تیرے ہاتھوں پہ میں نے بوسے دیے
بن گئیں میناکاریاں سائیں

ہر طرف تیرے جُھولے چلتے ہوئے
اور اپنی اُڑاریاں سائیں

بچ کے جائیں تو ہم کہاں جائیں
تیری آنکھیں کٹاریاں سائیں

لڑکیوں میں کہیں کہیں تُو نے
اپنی حوریں اُتاریاں سائیں

زندگی نار کیوں ہے اُن کے لیے
یہ جو تیری ہیں ناریاں سائیاں

روتی آنکھوں پہ اپنا دستِ کرم
ہیں محبت کی ماریاں سائیں

تجھ سے قربت کا اک بہانہ ہیں
اپنی پیڑوں سے یاریاں سائیں

کہاں جاتا ہے سینچ کر دل میں
راستے اور کیاریاں سائیں

کائناتیں دِکھا دے پوشیدہ
کھول اپنی پٹاریاں سائیں

ہم نے تیری تلاش میں کی ہیں
حج و عمرے زواریاں سائیں

کُھل کے اک بار سامنے تو آ
ختم کر پردہ داریاں سائیں

اپنے رازوں کی کھول دے ہم پر
جتنی ہیں ”بُوہے باریاں“ سائیں

روز گھڑتی ہیں زیورات ترے
ہم ہیں تیری سُناریاں سائیں

نشہ آور ہے تیرا عشق بہت
اور غضب کی خماریاں سائیں

تیرے میلے میں ہو گئی ہیں گم
ساری چیزیں ہماریاں سائیں

تیری سرکس کے سوہنے فنکار
ایک اک پر میں واری آں سائیں

کیسے کیسے لگے ہیں میجک شو
جادوگریاں، نیاریاں سائیں

موت کے ہے کنویں پہ وہ رونق
نہیں جس کی شُماریاں سائیں

کیا ہے پُتلی تماشے کے پیچھے
ہم کو ہیں جان کاریاں سائیں

جب تو شہ رگ کے پاس رہتا ہے
کیوں چلاتا ہے آریاں سائیں

مارے بندوں پہ یونہی چلتی رہیں
تیری پروردگاریاں سائیں

تیرے در کے لگاتی ہیں چکر
ہم مصیبت کی ماریاں سائیں

کیا ہے اوقات کیا گزر اوقات
ساری چیزیں اُدھاریاں سائیں

ہوتی جاتی ہیں بوڑھیاں دل میں
خواہشیں سب کنواریاں سائیں

کیسے آنکھوں کی باریابی ہو
ساری ندیاں ہیں کھاریاں سائیں

عام لوگوں سے کیوں نہیں ہوتیں
تیریاں پتر کاریاں سائیں

اپنے پیاروں کو پھر بھی دیکھیں گی
کبھی آنکھیں ہماریاں سائیں

تیرے کھاتوں میں درج ہیں کہ نہیں
اپنی اختر شماریاں سائیں

فائلوں میں دبی ہوئی ہیں کیا
عرضیاں اپنی ساریاں سائیں

لمبی لمبی قطاروں میں اپنی
کیسے آئیں گی باریاں سائیں

مانگنے والے بچوں کو اپنی
بخش دے ریزگاریاں سائیں

جتنے گمنام ہیں شہید اُن کی
ٹکٹیں کچھ یادگاریاں سائیں!

ختم کر دے دلوں کے نقشے سے
جتنی ہیں حد براریاں سائیں

اپنا نائب بنا کے بخشی ہیں
کتنی بے اختیاریاں سائیں

تیرے ہاتھوں میں ہے مہار اپنی
کیسی پھر بے مہاریاں سائیں

روزِ اوّل سے اپنے کندھے ہیں
اور تیری سواریاں سائیں

دین و دُنیا کی ہم سے اُٹھتی نہیں
گٹھڑیاں اتنی بھاریاں سائیں

جس طرح چاہے ''کاٹ'' کر رکھ دے
ہم تو فصلیں ہیں تھاریاں سائیں

جاننے والے جان جاتے ہیں
سب تری رازداریاں سائیں

تیرے رحم و کرم پہ رہتی ہیں
ساری چیزیں ہماریاں سائیں

کچی دیوار ہے فقط اپنی
بارشیں ہیں تمہاریاں سائیں

قرض اپنے اُترنے والے نہیں
بند کر کھاتے داریاں سائیں

ہم پیادوں کو روند جاتی ہیں
بادشاہی سواریاں سائیں

بچّیاں تیرا نام لیتے ہوئے
کتنی لگتی ہیں پیاریاں سائیں

ایسے لگتا ہے جیسے ہر جانب
موت کی ہیں تیاریاں سائیں

خیر ہو تیرے کارخانوں کی
اپنی تو پلّے داریاں سائیں

تیرا لینٹر ازل سے پڑتا ہوا
اپنے سر اور تغاریاں سائیں

اور ہم سے ادا نہیں ہوتیں
زیست کی راہداریاں سائیں

یہ کسک تو رہے گی تا بہ ابد
تیرے ہوتے میں ہاری آں سائیں

چھوٹے اڈوں پہ اپنی روکا کر
تیز رفتار لاریاں سائیں

زخم ویسے کے ویسے تھے اپنے
جب بھی پٹیاں اُتاریاں سائیں

تو نے راتاں بنائیاں ہیں فقط
اور ہم نے گزاریاں سائیں

تیرے کپڑوں پہ اب نہیں لگتیں
ہم سے گوٹا کناریاں سائیں

ہے ''الف'' سے انارکی دل میں
''ب'' سے ہیں بےقراریاں سائیں

زنگ آلود زیست کی گاڑی
گِھس گئی ہیں گراریاں سائیں

زندگی کو زباں لگائیں کیا
پتّیاں ہیں کٹاریاں سائیں

یہاں سب کا ہے کوئی بچھڑا ہوا
کیسی میگھا، ملہاریاں سائیں

پھول مٹی کے پاس امانت ہیں
کیسی بے اعتباریاں سائیں

اب تو رونے سے بھی نہیں چھٹتیں
دل کی گرد و غباریاں سائیں

اب ان آنکھوں سے رویا جاتا نہیں
تھک گئی ہیں ''وچاریاں'' سائیں

ہاتھ سب کا یہیں پہ پڑتا ہے
دل پہ ضربیں ہیں کاریاں سائیں

تیری دُنیا میں یونہی ہوتی رہیں
دل کی چوری چکاریاں سائیں

کتنی شکلیں ڈبوئیاں تو نے
جانے کتنی اُبھاریاں سائیں

شانت رکھ زلزلے کہ ہم نے کیں
بڑی مشکل ''اُساریاں''☆ سائیں

ختم ہونے میں کیوں نہیں آ تیں
تیری ''کھنی کھناریاں'' سائیں

کیا وہ سمجھیں ترا نظامِ حیات
جو نہ سمجھیں اِشاریاں سائیں

تو نے دُنیا بنا کے بھر دی ہیں
ہم میں کیا تابکاریاں سائیں

☆ تعمیرات

اور کتنے ہیں راستے پُرخار
اور کب تک ہیں خواریاں سائیں

سر پٹختے ہیں تیری چوکھٹ پر
کیا تہجد گزاریاں سائیں

کیا اُٹھائیں کمر جنہوں نے کیں
صرف خدمت گزاریاں سائیں

مانگتے ہیں دُعائیں جتنی ہم
کرتے ہیں دُکھ ''ودھاریاں'' سائیں

سر دیا ہے تو اِس کو چھت بھی دے
ختم کر بے دیاریاں سائیں

پاؤں بھی ساتھ ہی گئے اپنے
جوتیاں جب اُتاریاں سائیں

تیرے فرمانوں کی سبھی چٹھیاں
ہم پہ ہوتی ہیں جاریاں سائیں

حصّہ تو اس طرح سے دیتا ہے
جیسے ہوں ساجھے داریاں سائیں

منہ چھپائے یونہی نہیں پھرتے
ہیں بڑی شرمساریاں سائیں

جیسے شادی پہ جانا ہو ہم نے
کی ہیں ایسے تیاریاں سائیں

آنسوؤں میں تجھے ہی دیکھا ہے
اور آنکھیں نکھاریاں سائیں

پھول تکیے پہ کاڑھے ہیں تیرے
اور نیندیں سنواریاں سائیں

ایک میں ہی یہاں پہ ہلکا ہوں
ساری چیزیں ہیں بھاریاں سائیں

دار پہ چڑھتے وقت پھولوں کی
پتیاں کس نے ماریاں سائیں

راہ چلتے تو ہو نہیں سکتیں
باتیں ہیں ڈھیر ساریاں سائیں

جس کی تجھ تک رسائیاں سائیں
ہیں اُسی کی کمائیاں سائیں

جس کی تجھ تک رسائیاں سائیں
ہیں اُسی کی کمائیاں سائیں

بادشاہی تجھی کو زیبا ہے
اور ہم کو گدائیاں سائیں

تیرے کُرتے پہ روزِ اوّل سے
ہو رہی ہیں کڑھائیاں سائیں

آسماں پر بغیر ڈوری کے
کیا پتنگیں اُڑائیاں سائیں

تیرا نظارہ ہی نظر آیا
جس سے نظریں ملائیاں سائیں

ہو گئے ہم تو اجنبی خود سے
جب ہوئیں آشنائیاں سائیں

ننھے ہاتھوں سے کیسے لکھیں ہم
مرتبے اور بڑائیاں سائیں

کس کی سرشاریاں مرے اندر
عشق بن کر سمائیاں سائیں

تیرے ناموں کی اپنے ہونٹوں سے
ہم نے بانٹی مٹھائیاں سائیں

کیسے پہنچیں فلک تلک اپنی
ہیں دُعائیں ہوائیاں سائیں

ہنستے ہنستے ترا کرم جو ہوا
اپنی آنکھیں بھر آئیاں سائیں

ایک دھڑکا لگا رہا دل کو
جب بھی خوشیاں منائیاں سائیں

جنگ کے موسموں میں رکھی ہیں
کیوں ہماری سگائیاں سائیں

اس طرح سے کبھی ہماری سُن
جیسے تو نے سُنائیاں سائیں

پہلے دن سے خراب موسم میں
ہم نے فصلیں اُٹھائیاں سائیں

تیری بخشی ہوئی سبھی چیزیں
کیوں لگی ہیں پرائیاں سائیں

نسل در نسل بین ہوتے ہیں
مدتوں کی دُہائیاں سائیں

ہم سے برداشت ہو نہیں سکتیں
تاقیامت جدائیاں سائیں

پھیر جاتا ہے کون آنکھوں میں
رت جگوں کی سلائیاں سائیں

ناتوانوں کے حصّے میں آئیں
کیوں مسلسل چڑھائیاں سائیں

تیرے پیاروں کے پڑ گئی ہیں گلے
ہم مصیبت کی جائیاں سائیں

جانتے ہیں کہ ملنے والی نہیں
کبھی ہم کو رہائیاں سائیں

کھیلنے کے جو دن تھے اُن میں بھی
ہم نے اینٹیں اُٹھائیاں سائیں

پھر رہے ہیں نکمّے گلیوں میں
کر کے اتنی پڑھائیاں سائیں

پینی پڑتی ہیں تیرے بچوں کو
کتنی کڑوی دوائیاں سائیں

وقت اُستاد ہے بڑا ظالم
دیکھ اس کی پِٹائیاں سائیں

مر چلے ہم تو پار کرتے ہوئے
روز و شب کی یہ کھائیاں سائیں

ذرّے ذرّے میں ہے ظہور ترا
اس قدر خود نمائیاں سائیں

اس قدر بے نیازیاں توبہ
اتنی بے اعتنائیاں سائیں

ایسا لطف و سرور تھا اُن میں
آیتیں گُنگنائیاں سائیں

یونہی کھیلے گا کب تلک آخر
ہم سے چھُپّن چھُپائیاں سائیں

اُتنی باتیں ہمیں پتہ ہیں فقط
جتنی تو نے بتائیاں سائیں

ناسمجھ تھے کہ تیرے کاموں میں
یونہی ٹانگیں اڑائیاں سائیں

جب بھی آسانیوں کی کوشش کی
مشکلیں ہی بڑھائیاں، سائیں

کھو گیا کچھ نہ کچھ ضرور اپنا
جب بھی نظریں ہٹائیاں سائیں

پھر اُٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا
گردنیں جب جُھکائیاں سائیں

بادلوں کی گرج چمک کے ساتھ
ہو رہی ہیں کٹائیاں سائیں

جب اُجڑنا تھا ان کی قسمت میں
بستیاں کیوں بسائیاں سائیں

ہر دفینے سے نکلا اپنا وجود
کی ہیں جتنی کُھدائیاں سائیں

ہم تو پہلے ترے قفس میں تھے
بجلیاں کیوں گرائیاں سائیں

تیرے آرے کی لکڑیاں ہیں ہم
جس طرح کر ''چِرائیاں''☆ سائیں

آپ ہی بھر گئے ہیں زخم اپنے
کون کرتا سِلائیاں سائیں

زندگی کیا کہ ریت پر ہم نے
کشتیاں ہیں چلائیاں سائیں

تیری چکّی پہ دوسروں کی ہم
بھر رہے ہیں پسائیاں سائیں

☆ کاٹ دینا

صاف دِکھتی ہیں اپنے چہروں پر
ہجر چندرے کی چھائیاں سائیں

کیا ہوا ہے کہ بُجھتی جاتی ہیں
بادلوں کی چٹائیاں سائیں

آنسوؤں میں ہی بہہ گئیں اپنی
روز و شب کی لکھائیاں سائیں

زندگی سے گزارہ مشکل تھا
پھر بھی ہم نے نبھائیاں سائیں

یہ محبت اور اس کی سب چالیں
کس نے ہم کو سکھائیاں سائیں

کیسے کیسے چلائے ہیں مُہرے
کیا بساطیں بچھائیاں سائیں

تیری خاطر ہم اپنی کرتے ہیں
کیسی کیسی برائیاں سائیں

ہم اناڑی سِئیں تو کیسے سِئیں
زندگی کی رضائیاں سائیں

خود کو تھوڑا بدلنا چاہتا ہوں
کہاں بنتی ہیں ڈائیاں سائیں

ایک چہرے کی آڑ میں تو نے
کتنی نیندیں چُرائیاں سائیں

سُرخ رُو ہو گئے ترے پیارے
ہوں بہت ہی بَدھائیاں سائیں

تیرے میلے میں خود کو گُم کرنے
پار دریا سے آئیاں سائیں

خواہشوں کی پنیریاں دل میں
تو نے خود ہی لگائیاں سائیں

اُلٹے توّے پہ روٹیاں ہم نے
زندگی بھر پکائیاں سائیں

خواہشیں گیلی لکڑیوں کی طرح
میرے اندر جلائیاں سائیں

ہم نے ویسا کیا کہ جیسی ہمیں
تو نے باتیں سُجھائیاں سائیں

رات کٹتی نہیں ہے کٹ کر بھی
دن ہیں جیسے دِہائیاں سائیں

تیز طوفان تیز بارش نے
صرف جُھگیاں گرائیاں سائیں

زخمی پوریں، پھٹا لباس، کپاس
اور مسلسل چُنائیاں سائیں

کتنی عیدیں گزر گئیں اپنی
وہی خالی کلائیاں سائیں

زندگی کی پتنگ پر ہم نے
چپیاں ہی لگائیاں سائیں

وقت آگے ہوا نہ پیچھے ہوا
سوئیاں تو گھُمائیاں سائیں

ہم تماشے کی پُتلیاں تو نے
جب بھی چاہا نچائیاں سائیں

تیری خاطر ہیں سارے جوگ اپنے
دھونیاں ہیں رمائیاں سائیں

اب تو اپنا دکھا دے رنگ ہمیں
ہو چکیں جگ ہنسائیاں سائیں

زہر دینے سے پہلے تو نے ہمیں
لذتیں کیا چکھائیاں سائیں

پھر کسی نے اُٹھا دیے پُشتے
جب بھی آنکھیں سُکھائیاں سائیں

تیرے تالاب میں سدا اپنی
سوکنیں ہی نہائیاں سائیں

دو دلوں تک ہی کیوں نہیں رہتیں
دو دلوں کی لڑائیاں سائیں

زیست کی پٹریوں پہ درج نہیں
فاصلوں کی اکائیاں سائیں

اتنی کڑوی دوائیاں ہم کو
اپنے ہاتھوں پِلائیاں سائیں

اُن کا رب کون ہے؟ جو سڑکوں پر
کام کرتی ہیں مائیاں سائیں

کچھ تو اُن کو بتا کہاں جائیں
جو ہیں تیری ستائیاں سائیں

کس لیے آنسوؤں کو بخشی ہیں
اس قدر بے نوائیاں سائیں

گھنٹیاں تھیں ہزار مجھ میں خموش
کس نے آ کر بجائیاں سائیں

ایک اِک کر کے اپنے ہاتھوں سے
خواہشیں سب دبائیاں سائیں

قدر کیا ہو کہ تیری محفل میں
آ گئیں بن بُلائیاں سائیں

آسمانوں سے تُو نہیں اُترا
یونہی آنکھیں تھکائیاں سائیں

تیرے ہوتے بھی تیری دُنیا میں
ہو رہی ہیں خدائیاں سائیں

کاغذی کشتیاں سمندر میں
کس لیے ہیں چلائیاں سائیں

ٹاکیاں بن گئے ہیں ہاتھ اپنے
کرتے کرتے صفائیاں سائیں

آنسوؤں سے لگائیاں ہم نے
آنسوؤں سے بُجھائیاں سائیں

اپنی جلتی ہوئی سبھی چیزیں
کیوں ہمیں ہیں تھمائیاں سائیں

تیرا بھٹہ ازل سے چلتا ہوا
اور اپنی تھپائیاں سائیں

تو نے ہم سے، ہمارے بچوں سے
محنتیں ہی کرائیاں سائیں

اُس پہ بھی اس قدر حساب کتاب
دو گھڑی جِھلملائیاں سائیں

دُکھ بھری اور مزاحیہ تو نے
فلمیں کیا کیا دکھائیاں سائیں

تیری بارش نے کچی دیواریں
حق سمجھ کر گرائیاں سائیں

اپنے ہاتھوں سے اب نہیں ہوتیں
اور تیری بُنائیاں سائیں

میرے کھاتے میں ڈال دی ہیں کیوں
اپنی سب کج ادائیاں سائیں

سامنا تجھ سے ہو گیا میرا
جس سے نظریں مِلائیاں سائیں

کیسا لگتا ہے جب تری جانب
اُٹھتی ہیں چارپائیاں سائیں

تیرا کاغذ تری مشینیں ہیں
اور تیری چھپائیاں سائیں

جو مرے بس میں تھا کیا میں نے
عمر بھر تِلملائیاں سائیں

کھیل میں کوئی موڑ پیدا کر
آ رہی ہیں جمائیاں سائیں

دیکھ کے تیرے جلوے سائیں
میں واری میں صدقے سائیں

دیکھ کے تیرے جلوے سائیں
میں واری میں صدقے سائیں

جن پر تیرا کرم ہوتا ہے
وہ ہیں کرموں والے سائیں

نام درختوں پر ہیں تیرے
یا ہیں شہد کے چھتے سائیں

تو ہے اُتنی قوت والا
ہم ہیں جتنے مارے سائیں

تیرے رنگوں کی گوٹی سے
بنتے ہیں کیا کپڑے سائیں

تیرے حلقے سے باہر تو
ہم روئی سے ہلکے سائیں

کون لگا جاتا ہے دل میں
تیری یاد کے خیمے سائیں

تیرے رنگ وہاں بھی ہر سُو
پھر آیا ہوں لنڈے سائیں

ہر سو گھوم رہے ہیں تیری
پن چکّیوں کے پنکھے سائیں

تیرا کرم ہے ورنہ ہم تھے
بہرے، گونگے، اندھے سائیں

اُن کو پورا چاند بنا دے
جو ہیں چاند کے ٹکڑے سائیں

رزق سُخن کا دیتے رہنا
ہم ہیں لفظ کے بھوکے سائیں

مجھ کو عربی نہیں آتی ہے
مجھ سے سرائیکی بولے سائیں

تیرے قدموں میں رکھتے ہیں
ہم لفظوں کے گہنے سائیں

رونے کی توفیق دے ہم کو
اپنے دل ہیں میلے سائیں

کون سے باغوں سے آتے ہیں
یہ پھولوں کے تحفے سائیں

ہم نے تیرے ہجر میں لکھے
ماہیے، دوہے، ٹپّے سائیں

جب بھی دیکھا سامنے تو تھا
جتنا تجھ سے بھاگے سائیں

تھک جائیں تو رکھ لیتے ہیں
تیری یاد کے تکیے سائیں

ہاتھ کی ہر اُنگلی میں پہنے
تیرے نام کے چھلّے سائیں

تیرے شربت ڈال کے ہم نے
کھائے برف کے گولے سائیں

تم ہو میرے والی وارث
تم ہو میرے سر کے سائیں

تجھ کو اچھے لگتے ہیں کیا
میرے سوکھے ٹوبھے سائیں

تیری دُنیا صاف ہے کتنی
ہم ہیں کتنے گندے سائیں

تیرے علاوہ کون کرے گا
ختم ہمارے جھگڑے سائیں

یہ سیّارے ہیں یا تیرے
گھوم رہے ہیں جھولے سائیں

بات نہیں ہوتی ہے کوئی
بن جاتے ہیں قصے سائیں

ہم نے رنگ بھرے ہیں اُن میں
تو نے بنائے خاکے سائیں

کوئی مدارس میں بچوں کو
مار رہا ہے ڈنڈے سائیں

تیرے گھر میں آ سکتے ہیں
اب تو پیسے والے سائیں

بچے اتنا جلدی کیسے
بن جاتے ہیں بابے سائیں

بھوک لگی تو ہم نے کھائے
کیسے کیسے دھوکے سائیں

پھر بھی ہر پل خطرے میں ہیں
ہر سو تیرے پہرے سائیں

اک اک کر کے مرتے جائیں
خواب مرے ست رنگے سائیں

تیرے پہاڑوں سے بھی اُونچے
ہم نے ہجر ہیں کاٹے سائیں

دل کے اندر حدِ نظر تک
لگے ہوئے ہیں جالے سائیں

تیرے موسم کیا بدلے ہیں
بدلے ہمارے پنجرے سائیں

تیری دُنیا میں رہتے ہیں
ہم تو سہمے سہمے سائیں

تیرے ترازو کے بھی دیکھے
اونچے نیچے پلڑے سائیں

سُرخ گلابوں کے جسموں پر
اتنے کالے بھنورے سائیں

تیرے کاروبار انوکھے
چکّی، پینجا، آرے سائیں

تم کیا کرتے ہو جسموں کے
لے کر خالی بورے سائیں

تیرے بازاروں میں آ کر
کھینچ رہے ہیں ریہڑے سائیں

تیرے رحم و کرم پر ہر پل
ہم آٹے کے پیڑے سائیں

پھولوں کے انبار یہاں پر
بن جاتے ہیں کچرے سائیں

اُتنی شکل بگڑ گئی اپنی
جتنے چلے ہیں رندے سائیں

ایسے کھیل رہے ہو جیسے
ہم ہوں تاش کے پتے سائیں

تیری مٹی میں رُل جائیں
نازوں نخروں والے سائیں

پیار کے کاروبار میں کب تک
چلتے رہیں گے مندے سائیں

جان کے دشمن بن جاتے ہیں
کیسے خون کے رشتے سائیں

اسی لیے تو مر جاتے ہیں
جھیل نہ پائیں صدمے سائیں

کبھی کبھی کیوں کر دیتا ہے
چاند اور سورج کالے سائیں

تو نے ہم پر ڈال دیے ہیں
اپنے سارے ملبے سائیں

جنگوں میں کیوں مار دیے ہیں
اتنے سارے بیٹے، سائیں

تیرے نام پہ چلتے ہیں سب
دو نمبر کیوں دھندے سائیں

بے گھر تیرے گھر کی خاطر
کب تک مانگیں چندے سائیں

جنم جنم کے کمزوروں پر
کیوں ہوتے ہو غصّے سائیں

سن کر اسرافیل کی طوطی
اُڑ گئے ہاتھ کے طوطے سائیں

گھر میں ڈرتا رہتا ہوں میں
بجتے ہیں دروازے سائیں

تیری دُنیا کے تھیٹر میں
ہم بیگار میں ناچے سائیں

بِلّی نے کیوں مار دیے ہیں
اتنے پیارے چوزے سائیں

کون لگا جاتا ہے تیرے
دروازوں پر تالے سائیں

ہر شے مہنگی ہے دُنیا کی
ہم ہیں کتنے سستے سائیں

ساری عمر اُتار نہ پائیں
چھوٹے چھوٹے قرضے سائیں

جھوک میں تیری بنے تماشا
جو تھے بھولے بھالے سائیں

چین سے کب رہنے دیتے ہیں
تیرے بگڑے بچے سائیں

زخم اُدھیڑ کے رکھ دیتے ہیں
پھر لفظوں کے کانٹے سائیں

رہ گئے جیسے یوں لگتا ہے
جسم ہمارے کچے سائیں

خود پر بھی اب شک ہوتا ہے
اتنے دھوکے کھائے سائیں

تجھ کو اچھے لگتے ہیں کیا
یہ قبروں کے گملے سائیں

تیری دُنیا میں لاحق ہیں
ہم کو کتنے خطرے سائیں

میری آنکھیں ہیں یا تیرے
ہیں برساتی نالے سائیں

کوئی پہلی گیند پہ باہر
اور کسی کے چھکے سائیں

تیری جانب چلتے چلتے
ہم تو رہ گئے آدھے سائیں

میری مٹی کی اینٹوں سے
تیرے چلے ہیں بھٹے سائیں

کاٹ دیے ہیں تو نے ہم پر
اتنے سارے پرچے سائیں

تیرا نام لکھا تھا سب پر
جتنے پڑھے ہیں کتبے سائیں

بجتے رہتے ہیں کیوں مجھ میں
گھڑیالوں کے گھنٹے سائیں

میرے بس میں ہو تو پل میں
کھینچ کے رکھ دوں پردے سائیں

تیرے نام پہ ہوں گے کب تک
شہروں شہروں بلوے سائیں

تیرے بندے کچھ بندوں کے
چاٹ رہے ہیں تلوے سائیں

کس پانی سے جا کر دھوئیں
ہم اشکوں کے دھبّے سائیں

سر سے تیرا ہاتھ کیا اُٹھا
پُھندنے بن گئے پھندے سائیں

نلکے جہاں بھی لگائے ہم نے
پانی نکلے کھارے سائیں

کیا ہو گا انجام ہمارا
ہم بادام ہیں کڑوے سائیں

زیست ہے بیوہ عورت جیسی
لاکھوں وہم اندیشے سائیں

تیرے عجائب گھر کی زینت
میری ذات کے چرخے سائیں

تیری دُکان پہ چل جاتے ہیں
کتنے کھوٹے سکے سائیں

گھوم رہے ہیں کیوں سوچوں کے
سارے پہیے اُلٹے سائیں

زنگ آلودہ ہو گئے ہم تو
گوداموں میں رکھے سائیں

میری ذات کو کاٹ رہے ہیں
تیری ذات کے دھارے سائیں

تیرے شام و سحر رہتے ہیں
ہم سے اُکھڑے اُکھڑے سائیں

چار کتابیں کیا پڑھ لی ہیں
کُفر بکے ہیں چھورے سائیں

سب کچھ میرے ذمے ہے تو
میں ہوں کس کے ذمے سائیں

تیرے علاوہ کس سے کروں میں
پیار بھرے یہ شکوے سائیں

تیرے ساتھ لیے ہیں میں نے
سات جنم کے پھیرے سائیں

چند سوالوں کے چلتے ہیں
ذہن میں کیا کیا برمے سائیں

سر نیچا تو پہلے بھی تھا
ٹیک دیے اب گھٹنے سائیں

تو تھا ہر منزل پر تو تھا
تجھ سے جتنا بھاگے سائیں

تیری جھلک کیا دیکھی سائیں
اپنی ہو گئی چھٹی سائیں

تیری جھلک کیا دیکھی سائیں
اپنی ہو گئی چھٹی سائیں

لاکھوں سال سے مکتب میں ہیں
کون بجائے گھنٹی سائیں

تیرے علاوہ کون ہے میرا
تو ہے سب کا بیلی سائیں

مجھ کو جھوٹا کون کہے گا
تیری ذات ہے سچّی سائیں

ایک الف ہی لکھا میں نے
جب بھی تختی لکھی سائیں

تیری جانب ہی کُھلتی ہے
ہر اک دل کی کھڑکی سائیں

مجھ کو یک رنگی دکھتی ہے
تیری ہر ست رنگی سائیں

تیری حمد سنی ہے میں نے
جب بھی کوئل بولی سائیں

جیب میں لے کے پھرتا ہوں میں
تیرے نام کی پرچی سائیں

اب تو اپنے پاس بچی ہے
صرف دُعا کی چھتری سائیں

ایک تو مفت اور اتنی میٹھی
تیرے نام کی ٹافی سائیں

ہر اک کام نرالا تیرا
ہر اک بات انوکھی سائیں

خاموشی ہے عرض مکمل
بات مکمل بنتی سائیں

تیرا ہی سامان اُٹھائیں
کُل عالم ہیں قُلّی سائیں

خود میں حدِ نظر تک دیکھوں
تیری سورج مکھی سائیں

مجھ کو ایک سے آگے اب تو
بھول گئی ہے گنتی سائیں

کِھلا ہوا ہے پھول پیمبر
کُھلی کتاب ہے تتلی سائیں

بچی کے معصوم لبوں پر
دیکھی تیری سُرخی سائیں

کون سے کام لگا رکھی ہے
تو نے ہر اک چیونٹی سائیں

تجھ سے لٹکی ہوئی ہے شاید
جالا بُنتی مکڑی سائیں

تیری ذات کی تیرے علاوہ
بوجھے کون پہیلی سائیں

دل کی بات میں کہہ نہیں سکتا
بات کہوں میں دل کی سائیں

کیسے اپنی گردش روکوں
تو ہے مجھ میں جاری سائیں

تیری سمت نکل جاتا ہوں
چھوڑ کے نیند ادھوری سائیں

تیرے اسم کی، ہر مشکل کو
لگ جاتی ہے چابی سائیں

حمد کے نام پہ لکھی میں نے
تیرے نام اک چٹھی سائیں

یہ پھولوں کی بیل ہے کوئی
یا ہے تیری چُنری سائیں

تیرے راز کو کھول رہی ہے
پھول کی پتّی پتّی سائیں

دل کی دھڑکن تو لگتی ہے
تیرے ہاتھ کی گھڑّی سائیں

تیرا میلہ دیکھ کے حیراں
آنکھیں سیدھی سادی سائیں

نکلی ہیں سرکار میں سیٹیں
کر دے سب کو بھرتی سائیں

سورج کیوں تندور لگے ہے
چاند لگے کیوں روٹی سائیں

تجھ کو باغوں میں چُنتی ہے
ٹوکری والی بچی سائیں

میری نماز قضا کروائے
اک کالج کی لڑکی سائیں

اِس کو سمجھانا ہے مشکل
اپنا من ہے موجی سائیں

تجھ سے ملوں گا بات کروں گا
کتنی ہے خوش فہمی سائیں

تیرے رستے میں قائم ہے
ہر اک گام پہ چوکی سائیں

اپنے شہر میں بھی لگتے ہیں
خود کو ہم پردیسی سائیں

جب بھی آنکھ بنانے بیٹھوں
بن جاتی ہے کشتی سائیں

کیسا زہر لیے پھرتی ہے
تیری شہد کی مکّھی سائیں

باقی سب کچھ میٹھا تیرا
موت بڑی ہے کڑوی سائیں

تیرے پیاروں نے نہلایا
میں تھی میل کچیلی سائیں

تیرے نام پہ ہی چلتی ہے
سب کی دُنیاداری سائیں

کھیپ سفارش سے جائے گی
ہر دانہ ہے داغی سائیں

کن گوداموں سے آئے ہیں
بکنے تیری منڈی سائیں

کب تک ڈھوئیں جسم پہ اپنے
اپنے جسم کی بوری سائیں

پیس رہی ہے ہم کو ہر دم
دن اور شب کی چکّی سائیں

اپنی قبر پہ کب تک ڈالوں
اپنے جسم کی مٹی سائیں

میرا نشہ پورا رکھنا
میں ہوں تیرا عادی سائیں

کیوں پٹڑی پر چلتی نہیں ہے
یہ جیون کی گاڑی سائیں

گر جاتا ہوں پربت سے میں
کھُل جاتی ہے رسّی سائیں

میرے قد کے مطابق کیوں ہے
تیری ہر اک سولی سائیں

تیرے نام پہ کیوں چلتی ہے
بندوقوں کی گولی سائیں

یہ جیون کی پتنگ سلامت
تیرے ہاتھ میں چرخی سائیں

کل تو غبارہ ہاتھوں میں تھا
آج تھما دی لاٹھی سائیں

خود کو لیپ نہیں کر پاتا
آ جاتی ہے آندھی سائیں

آنکھوں میں کیوں رکھ دی تو نے
اک خوابوں کی ڈھیری سائیں

دن ہیں اتنے لمبے لمبے
راتیں اتنی چھوٹی سائیں

نیند کی قید میں کیوں ہوتی ہے
سپنوں کی شہزادی سائیں

جانے کیسی لگتی ہوں گی
تجھ کو آنکھیں گیلی سائیں

شُکرانے کے نفل پڑھوں گا
کر دے نوکری پکی سائیں

تیرے اس رنگین جہاں میں
میں ہوں کالی کلوٹی سائیں

میری آنکھوں سے بہتے ہیں
گنگا، جمنا، راوی سائیں

روزِ ازل سے روزِ ابد تک
ہم ہیں تیرے مُنشی سائیں

دل کرتا ہے چوری کر لوں
تیرے حساب کی کاپی سائیں

تیرے آگے بندھ جاتی ہے
شاہوں کی بھی گگھی سائیں

آ کر تیرے کمبل میں بھی
کیوں لگتی ہے سردی سائیں

مُلا سے کہہ، سونے دے ناں
نیند ابھی ہے کچی سائیں

تیری دُنیا کی محفل میں
سب باتیں ہیں رسمی سائیں

اپنا کھیل دکھانے کی ہے
اب تو میری باری سائیں

جن کے گھر نہیں بستے اُن کی
کس نے بنائی جوڑی سائیں

کچھ جسموں پر تو نے چلائی
کتنی سُتھری قینچی سائیں

میری مرضی کوئی نہیں ہے
اچھا تیری مرضی سائیں

خود ہی بولنا میری طرف سے
مجھ سے بات نہ ہوگی سائیں

تیرے پہرے میں کیوں میرا
دل ہو جائے چوری سائیں

تیرے جھکّڑ چلتے ہیں جب
گر جاتی ہے جُھگّی سائیں

اُن کے بارے کیا سوچا ہے
زیست ہے جن کی گالی سائیں

ڈھنگ سے کام نہیں ہو سکتا
دُنیا ہے بے ڈھنگی سائیں

روز کچل کر گزرے ہم کو
تیری شاہی سواری سائیں

تیرے مجاور لے جاتے ہیں
میری آدھی روزی سائیں

اُن کے پاس چلے جاتے ہیں
تو سُنتا ہے جن کی سائیں

دور کیے رکھتی ہے تجھ سے
دو لفظوں کی دوری سائیں

دُکھ سے میری کیوں ہے اتنی
گہری رشتہ داری سائیں

دیکھی ہے تاریخ اُلٹ کر
تو ہے بڑا بے دردی سائیں

جتنے لوگ بُرے ہیں اُن کی
مٹی کس نے گوندھی سائیں

کیوں ہوتی ہے کچھ لوگوں کی
قسمت اتنی کھوٹی سائیں

دنیا بنا کر دے دی مجھ کو
کیوں ماچس کی تیلی سائیں

جیسے میرے خلاف ہے کوئی
سازش سوچی سمجھی سائیں

تیری دنیا میں رہتے ہیں
ہم تو بن کر ذِمّی سائیں

مکّے میں کیا کام ہے میرا
میں پیروں کی جُوتی سائیں

تیرے نام پہ کھیل رہے ہیں
اپنے لہو سے ہولی سائیں

عمر گزاری جیل میں تیری
اور سزا ہے کاٹی سائیں

تجھ سے کیسے ہو سکتی ہے
اتنی بے ترتیبی سائیں

کون بھرے گا روزِ محشر
جو نقصان ہے جانی سائیں

تیرے نام پہ کب تک ہوگی
ہر جا بھتہ خوری سائیں

استغفار کروں میں کیسی
باتیں اُلٹی سیدھی سائیں

تیری ڈھیل پہ کر لیتا ہوں
میں تھوڑی سی مستی سائیں

ہم میں اتنی کَمیاں رکھ دیں
ہو گئے ہیں ہم کمّی سائیں

اچھی کر دے آخر میری
جو گزری سو گزری سائیں

میں ہوں کچا کوٹھا سائیں
مار کسی دن پوچا سائیں

میں ہوں کچا کوٹھا سائیں
مار کسی دن پوچا سائیں

تو نے حمد کی بیل لگا دی
میں تھا ٹوٹا گملا سائیں

تیری ذات کتاب مکمل
میری ذات خلاصہ سائیں

ساری عمر پڑھا ہے میں نے
تیرا ایک پہاڑا سائیں

میں تو تیرے ہاتھوں میں ہوں
پھول بنا یا کانٹا سائیں

تو نے بارش میں رکھا ہے
میں خالی برتن تھا سائیں

اپنے رنگ میں رنگ دے مجھ کو
تو ہے رنگنے والا سائیں

تیرے گیت کا ساز مکمل
میری ذات کا چِمٹا سائیں

تیری خاموشی میں مجھ سے
بات کرے ہے صحرا سائیں

تو ہے چہرہ تو آئینہ
تو کاجل کا ٹیکہ سائیں

بالوں میں سیندھور ہے تیرا
پیشانی پر بِندیا سائیں

ناک کے ہر کوکے میں دیکھوں
میں تیرا لشکارا سائیں

نیند ادھوری ہو سکتی ہے
خواب مرا ہے پورا سائیں

میں نے تجھ کو دیکھ لیا ہے
میں ہوں کتنا اندھا سائیں

تو ہے دھوپ، دریچہ بھی تو
تو کمرہ، تو پردہ سائیں

گلیوں، بازاروں میں جا کر
تجھ سے مل آتا ہوں سائیں

کارِ زیست کو تیرے علاوہ
کون لگائے دھکا سائیں

کس سے مل کر پورا ہوگا
نقش مرا ہے آدھا سائیں

اپنی فوٹو جب کھنچوائی
اُس کے اندر تو تھا سائیں

میری مرضی کوئی نہیں ہے
میں ہوں تیرا چیلا سائیں

تیری یاد کا شہد لگا کر
اپنا انگوٹھا چوسا سائیں

میری گال پہ ٹھہرا آنسو
میرا ہے یا تیرا سائیں

اشک ستارے ٹانکے میں نے
تیرا سِیا ہے کُرتا سائیں

تیرا کھیت سلامت جس میں
میں ہوں ایک بجوکا سائیں

تیرا پُتلا ہوں تو پھر کیوں
حال ہے میرا پتلا سائیں

کیا باندھی ہے وقت کی پُڑیا
اک گُڑیا اک بُڑھیا سائیں

اچھا خاصہ ہوتا ہو گا
مجھ پر تیرا خرچہ سائیں

پھر بھی سب نقصان ہے میرا
تیرا کیا ہے بگڑا سائیں

بس میں بیچ رہی ہیں بچیاں
تیرا میرا قصہ سائیں

بوجھ گناہوں کا تھا سارا
جب بھی خود کو تولا سائیں

میری چھُٹی بند نہ کرنا
چاہے سبق ہو کچا سائیں

تجھ پر پیار آئے تو خود پر
کیوں آتا ہے غصہ سائیں

کب تک کرتے رہیں گے یونہی
اک دُوجے کا پیچھا سائیں

مجھ پر دُھول اُڑاتی گزرے
روز تمہاری بگھیا سائیں

تجھ کو دینے آیا ہوں میں
اپنی ذات کا پُرسہ سائیں

میں ہوں تازہ گھاس کی گٹھڑی
تیرا جہاں ہے ٹوکا سائیں

میں گارے کو گارا کرتے
ہو جاتا ہوں گارا سائیں

جب سے پیدا ہوا ہوں تب سے
کھینچ رہا ہوں بوکا سائیں

چلتے چلتے گر پڑتا ہوں
بوجھ زیادہ لادا سائیں

خود کو جب بھی بیچنے جاؤں
مِلتا نہیں ہے ٹکّا سائیں

میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے
میں ہوں کتنا شودا سائیں

اپنی ذات میں اُلجھا اُلجھا
میں ریشم کا گُچھّا سائیں

تیری کچھ باتوں پر میں تو
پڑ جاتا ہوں پیلا سائیں

تیرے علاوہ مجھ کو نہیں ہے
اور کسی سے خطرہ سائیں

میں نے جان حوالے کر دی
تو نے دل ہی رکھّا سائیں

ایسی ویسی بات تو ہوگی
میں ہوں ایسا ویسا سائیں

بنتی ہے مزدوری میری
کھول کسی دن کھاتہ سائیں

بھیج دی اتنی بارش تو نے
رستے میں ہے دنیا سائیں

تیری تسلی کے ہوتے بھی
رہتا ہے کیوں کھٹکا سائیں

میں کمرے میں اُڑتی چڑیا
وقت ہے چلتا پنکھا سائیں

پال میں رکھا ہوا ہے کس نے
کس سے پڑا ہے پالا سائیں

پھولوں کے باغات بہا کر
لے جاتا ہے دریا سائیں

تیری دُنیا ہے تو مجھ کو
کیوں ہے اتنی چِنتا سائیں

لاکھوں دل چوری ہو جائیں
کیا ہے تیرا پہرہ سائیں

پھانسی گھاٹ کا منظر بھی ہے
تیری دُنیا جیسا سائیں

میں برباد بساؤں کب تک
تیرا اُجڑا کوچہ سائیں

میرے چلنے سے چلتا ہے
تیرا سارا دھندہ سائیں

میں جو مر جاؤں تو تیرا
خالی پڑا ہو جھولا سائیں

اتنا ڈرایا ہے مُلّا نے
اب تو ڈر نہیں لگتا سائیں

ہم نے تو بس باری دی ہے
کھیل تو، تو نے کھیلا سائیں

میں ہوں تیرے کھیت کا گنّا
جانتا ہوں کیا ہوگا سائیں

دونوں جہاں بیلوں کی جوڑی
پھالہ بھاری، ہل کا سائیں

اپنا مال اُٹھا لے واپس
منڈی میں ہے مندہ سائیں

تجھ سے بات وہاں کیسے ہو
مسجد میں ہے مُلّا سائیں

کون مٹا جاتا ہے میرا
دیواروں پر لکھا سائیں

اک لڑکی کو دیکھ کے میرا
دل کیوں زور سے دھڑکا سائیں

تجھ کو ڈھونڈ رہا ہوں ہر سُو
تیرا لے کر خاکہ سائیں

رام نے کس کی قوت سے ہے
تیر کمان میں کھینچا سائیں

راون کے قبضے میں کیوں ہے
ہر اک دور کی سِیتا سائیں

کس نے پیدا کیا ہے بن میں
راون، رام کا جھگڑا سائیں

چونچ سے پنجرہ کاٹ رہا ہے
گھر گھر جنگلی طوطا سائیں

کوئی چیتا کھا جاتا ہے
روز ہرن کا بچہ سائیں

جیون ریہڑھا کھینچ نہ پاؤں
بوجھ کرا دے ہلکا سائیں

دیکھ رہی ہے بچوں کے سنگ
عورت رستہ بس کا سائیں

مزدوری مِلنے پر کتنے
خوش ہیں باپ اور بیٹا سائیں

کتنے بچوں کو رُلوائے
ایک کھلونے والا سائیں

تیری جانب دیکھ رہی ہے
توپ پہ بیٹھی چڑیا سائیں

کتنا سستا بیچ رہا ہے
تجھ کو ہر اک بندہ سائیں

کیا روکے گا میری شاخیں
تیری زمیں کا جنگلا سائیں

شکر ادا کرنے کی بجائے
ہو جاتا ہوں شُوخا سائیں

مجھ کو خبر ہے تیرے آگے
پڑ جاؤں گا جھوٹا سائیں

تیرے ساحل پر جسموں کا
بکھرا ہے کیا سونا سائیں

آخر آنکھیں کب تک دیکھیں
شمس و قمر کا مُجرا سائیں

ڈھونڈ لیا ہے میں نے تجھ کو
اب خود باہر آ جا سائیں

سائیں میری محبت شکوہ
عِشق گلہ ہے میرا سائیں

تیرا مُجرم میں ہوں تو پھر
مجھ سے کیوں ہے چُھپتا سائیں

کُچلے جائیں گے ہم سارے
ختم ہوا جب جلسہ سائیں

دوست سمجھ کر بات کروں تو
پڑ جاتا ہے رولا سائیں

کیسا دفتر ہے یہ تیرا
جس میں نہیں ہے ناغہ سائیں

سانس بھی لوں تو پڑ جاتا ہے
آئینے پر دھبّا سائیں

تیرا گھر ہے کتنا اُجلا
میں ہوں کتنا میلا سائیں

تیرے علاوہ مجھ کوبجی کا
کون اُٹھائے نخرہ سائیں

اک ہندو کا دل رکھنے کو
توڑ دیا ہے روزہ سائیں

کیسی نماز کہ مسجد میں تو
چڑھ جاتا ہے نشہ سائیں

تیرے علاوہ کون تھا میرا
تجھ سے لگ کے رویا سائیں

کون سی ''ہٹی'' سے ملتا ہے
تیرے تھان کا کپڑا سائیں

دھکّا لگا کے چھوڑ دیا ہے
تو نے زیست کا ٹھیلہ سائیں

کیسا خوف کہ اُنگلی میں ہے
تیرے نام کا چھلّہ سائیں

تیرے علاوہ کون اُٹھائے
میری ذات کا کچرا، سائیں